Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.1 (March-2025)

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

سیرت اوراس کی ضرورت واہمیت عصر حاضر کے تناظر میں

The Importance and Need of The Seerah in current Period

Kalsoom Akhtar
Lecturer Islamic Studies The University of Faisalabad
kalsoomakhtar.ias@tuf.edu.pk
Prof. Dr. Matloob Ahmad(Corresponding Author)
Dean, Faculty of Arts and Social Sciences
The University of Faisalabad
Email: dean.is@tuf.edu.pk

Abstract

The Seerah of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) represents a comprehensive guide for humanity, encompassing moral, social, spiritual, and political dimensions of life. In the current era, marked by rapid globalization, moral decline, identity crises, and increasing socio-political unrest,the relevance of the Prophet’s life and teachings has become more vital than ever. The Seerah serves not merely as a historical account but as a timeless model of ethical behavior, justice, compassion, and resilience. It offers practical solutions to modern-day challenges, such as social inequality, religious intolerance, and the erosion of family values.

In a world often dominated by materialism and individualism, the Seerah encourages a return to community-centered living, empathy, and accountability. It addresses human needs holistically, offering guidance on interpersonal relations, governance, conflict resolution, and spiritual development. For Muslims, studying the Prophet’s life helps strengthen their faith, reshape character, and reaffirm a sense of purpose. For non-Muslims, it opens a window into Islamic values and the universal principles of peace, mercy, and coexistence

Furthermore, in an age of misinformation and Islamophobia, the Seerah acts as a powerful tool for correcting misconceptions about Islam and promoting interfaith dialogue. Its principles of justice, equality, and human dignity transcend cultural and temporal boundaries. Therefore, the study and application of the Seerah are not only essential for personal growth and spiritual enlightenment but also for fostering global harmony and ethical leadership. Embracing the Seerah today is both a spiritual necessity and a practical need for creating a just and compassionate world

Keywords: Comprehensive,Huminity,Social,Spiritual,Globalization,Ethical,behaviour, Justice, Compassion

تعارف:

آج کا دور ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے، ہر گوشۂ زندگی میں نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں، جدید انکشافات کے سامنے عقل و خرد محو حیرت ہے۔ آج دُنیا کی دُوری ختم ہو چکی ہے، ذرائع ابلاغ اور وسائل نقل و حمل نے ترقی کر کے سالوں اور مہینوں کے کام دنوں گھنٹوں اور منٹوں میں ممکن کر دیئے ہیں۔ پہلے کے بالمقابل آج مال و دولت کی بھی کمی نہیں رہی، حقیقت میں آج زمین سونا اُگل رہی ہے، سمندروں نے اپنی تہوں سے ہیرے، موتی اور جواہر پارے "سواحل انسانی" پر لا کر رکھ دیئے ہیں۔ سارے اسباب و وسائل کے باوجود آج لوگوں کو سکون و طمانینت حاصل نہیں، ایک دائمی بے اطمینانی ہے، جو سب پر مسلط ہے۔ ہر طرف ظلم و ستم کی گرم بازاری ہے، آئے دن فسادات اور قتل و غارت گری ہو رہی ہے۔ نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، فتنوں کا نہ تھمنے والا سیلاب امڈتا چلا آ رہا ہے، جس طرف دیکھئے اختلاف ہی اختلاف ہے۔ بین الاقوامی اختلاف، فرقہ واری اختلاف، سیاسی پارٹیوں کا اختلاف، خاندان کا اختلاف، گھر اور افراد کا اختلاف اور نہ جانے کون کون سے اختلافات ہر سو رونما ہو رہے ہیں۔

ہر آدمی ایک دوسرے سے مختلف و منحرف نظر آ رہا ہے۔ خود غرضی عام ہو رہی ہے، اخلاق و پاک دامنی کا فقدان ہے، شرافت و امانت ناپید ہو رہی ہے، امن و آشتی اور سکون و عافیت مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے۔ کون سی ایسی برائی ہے جس کا تصور کیا جائے اور وہ معاشرے میں موجود نہیں، زِنا اور شراب نوشی عام ہے۔ سود اور سودی کاروبار ہر گھر میں پہنچ چکا ہے۔ جوا اور سٹہ بازی کی نئی نئی شکلیں اختیار کی جا رہی ہیں۔ دختر کشی بلکہ نسل کشی ایک فیشن بن گئی ہے۔ آج کے اس دور کو کون سا دور کہیں گے ؟ فتنوں کا دور ! گناہوں کا دور ! بے حیائی اور بے لگامی کا دور ! خود سری اور خود غرضی کا دور ! شیطانی دور ! یاجوجیا ماجوجی دور ! سمجھ میں نہیں آتا کہ عصر حاضر کو کیا نام دیا جائے ؟ دور حاضر دور جاہلیت کی طرف تیزی سے رواں دواں ہے۔ بلکہ بعض لحاظ سے اس سے بھی آگے جا چکا ہے۔ ان جملہ خرابیوں کو دُور کرنے اور ان پر قابو یافتہ ہونے کی سارے عالم میں کوششیں کی جا رہی ہیں، لیکن کوئی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔ نئی نئی تجاویز روبہ عمل آ کر فیل ہو رہی ہیں، تعمیر کے بجائے تخریب کا باعث بن رہی ہیں، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، ہونا بھی چاہئے ؛اِس لیے کہ اِن جملہ خرافات، بے اطمینانی اور بے چینی پر قابو پانے کے لیے محض انسانی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں۔ اور انسانی تدبیریں پورے طور پر کامیاب ہی کب ہوتی ہیں ؟

آج ضرورت ہے ان تدبیروں کی اور نسخہ کیمیا کی جو نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے استعمال کیا تھا۔ یہ خالقِ کائنات کا عطا کردہ نسخہ تھا، جس نے گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں پھنسی ہوئی انسانیت کو روشن شاہ راہ پر لا کھڑا کر دیا۔ جس نے بدترین خلائق کو بہترین خلائق بنا دیا اور جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔

لہٰذا آج اختلاف حل کرنے کے لیے وہی کرنا ناگزیز ہے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہو آلہ وسلم نے کیا، آپ نے اختلاف وانتشار سے تباہ دنیا کو متحد کر کے عملی مثال پیش کر دی، آپ صلی اللہ علیہو آلہ وسلم نے دنیا کو بتادیا کہ اے انسانو! کسی انسان یا کسی ادارے کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے بجائے ایک ایسی ذات کی حاکمیت کو تسلیم کر لو جس نے سارے انسانوں اور اداروں کو جنم دیا ہے۔ جو خالقِ ارض و سماوات اور "خالق الحب والنوی" ہے۔ اُسی نے سارے انسانوں کو پیدا کیا وہی اُن کا پالنہار ہے، وہی سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ وہ ہر ایک کی فطری ضرورتوں سے

واقف ہے، ہر ایک کو رزق وہی پہنچاتا ہے، اُسی کی دُنیا اُسی کا عقبیٰ ہے، وہی نظام عالم کا نگراں اور مدبّر و منتظم ہے۔

"الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین"[1]

"وہی کائنات کا حقیقی فرماں روا ہے، اُسی کی حاکمیت کو تسلیم کرنے میں بھلائی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "دعوتِ توحید" کو جوق در جوق افرادِ انسانی نے قبول کیا، مذہبی اختلافات کے ختم کرنے کا یہ سب سے بڑا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت کے موجودہ اہلِ کتاب، یہود و نصاریٰ کو توحید پر متحد ہو جانے کی دعوت دی اور بحکم خدا ارشاد فرمایا:

"یٰٓأَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدُ اِلاّ اللہَ وَلاَ نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَلاَ یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللہِ"[2]

ترجمہ: یعنی اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم اور) برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے درمیان مذہبی اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی، آج سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انسانیت کو یہ رہنمائی مل رہی ہے کہ اے بنی آدم! دہریت اور خدا کے انکار کو چھوڑ کر وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لے آؤ، سارے انسان مل کر بس اُسی کی رسّی کو تھام لو، اُسی میں امن و سکون اور طمانیتِ قلبی ہے، اِس کے علاوہ کسی غیر کو تسلیم کر کے قلوب کو راحت نصیب نہیں ہو سکتی۔

سیرت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

سیرت کے لغوی معنٰی طریقہ کار یا چلنے کی رفتار اور انداز کے آتے ہیں۔ عربی زبان میں "فِعلہ" کے وزن پر جو مصدر آتا ہے اس کے معنٰی کسی کام کا طریقہ یا کسی کام کو اختیار کرنے کے انداز اور اسلوب کے ہوتے ہیں مثلاً: "ذِبحہ" کے معنٰی ہیں طریقہ ذبح اور "قِتلہ" کے معنٰی ہیں: طریقہ قتل۔ لہٰذا سیرت کے لغوی اور لفظی معنٰی ہوئے:

"" سِیرَۃ "" دراصل سَارَ یَسِیرُ سَیْرًا وَ مَسِیْرًا سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی ہیں: طریقہ، چلنا، نیز قصے اور واقعات بیان کرنے کو بھی سیرت کہتے ہیں۔"[3]

بعد میں اس معنٰی میں مزید توسیع پیدا ہوا، اور زندگی گزارنے کے اسلوب اور انداز کے معنٰی میں اس کا استعمال ہونے لگا۔ پھر بہت جلد ہی سیرت کا یہ لفظ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔ چنانچہ آج دنیا کی تمام بولی جانے والی زبانوں میں سیرت کا لفظ عموماً آنحضور ﷺ کی مبارک زندگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

سیرت کا لغوی مفہوم

اردو اور فارسی سیرت، عربی "سیرۃ" کا لفظ عربی زبان کے جس مادے اور فعل سے بنا ہے اس کے لفظی معنی ہیں چل پھرنا، راستہ لینا، رویہ یا طریقہ اختیار کرنا، روانہ ہونا، عمل پیرا ہونا وغیرہ۔

اس طرح سیرت کے معنی حالت، رویہ، طریقہ، چال، کردار، خصلت اور عادت کے ہیں۔ اس سے اردو میں تعمیر سیرت، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت، بدسیرت اور حسن سیرت وغیرہ کے الفاظ مستعمل ہیں۔

"لفظ "سیرت" واحد کے طور پر اور بعض دفعہ اپنی جمع "سیر" کے ساتھ اہم شخصیات کی سوانح حیات اور اہم تاریخی واقعات کے بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔"[4]

مثلاً: کتابوں کے نام سیرت عائشہ یا سیرت المتاخرین وغیرہ۔ کتب فقہ میں "السیر" جنگ اور قتال سے متعلق احکام کے لیے مستعمل ہے۔

چونکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بیان میں غزوات کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے، اس لیے ابتدائی دور میں کتب سیرت کو عموماً مغازی وسیر کی کتابیں کہا جاتا تھا جبکہ لفظ مغازی مغزی کی جمع ہے جس کے معنی جنگ (غزوہ) کی جگہ یا وقت کے ہیں لیکن اب سیرت کی ترکیب ہی مستعمل ہے۔

"سیرت یا سیرۃ، موجودہ دور میں سیرت نبویہ یا سیرت نبوی یا سیرت النبی ﷺ کی اصطلاح مسلمانوں کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح کے لیے خاص ہے۔ سیرت کے لغوی معنی طریقہ کار یا چلنے کی رفتار اور انداز کے ہیں۔"[5]

لفظ سیرۃ قرآن میں:

قرآن کریم میں لفظ سیرۃ صرف ایک جگہ آیا ہے۔

"سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى" [6]

ترجمہ: ہم اسے ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا (لاٹھی) کے سانپ بن جانے کے بعد دوبارہ اصلی حالت میں آجانے کی طرف اشارہ ہے لہذا یہاں لفظ سیرۃ حالت اور کیفیت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے "سار، یسیر" سے مشتق ہے اس کا مادہ "سیر" بمعنی چلنا ہے۔[7]

تاج العروس میں سیرت کا معنی "چلنا؛ طریقہ اور عادت" کے ہیں۔[8]

القاموس المحیط میں ہے:

"السيرة بالكسرة،السنة والطريقة والهيئة والميسره"[9]

https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.1 (March-2025)
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

سین کی زیر کے ساتھ سیرت کا لفظ سنت، طریقہ، ہیئت اور مسافت کے معانی میں استعمال ہوتا ہے

سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

"سارالوالی فی رعیته سیرة حسنه"[10]

"حاکم نے رعایا کے ساتھ اچھے طریقے کا برتاؤ کیا۔"

قرآن مجید میں ہے:

"وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا"[11]

"اور پہاڑوں کو وہ چلائے گا۔"

ایک اور جگہ ہے:

"قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى"[12]

ترجمہ: اسے پکڑ لو اور خوف نہ کر اسے ہم پہلی والی ہیئت پر لے آئیں گے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم:

ایک طویل تاریخی عمل کے بعد اب لفظ سیرت ایک اصطلاح بن گیا ہے اور اب اس سے صرف رسول پاک کی زندگی کے جملہ حالات کا بیان مراد لیا جاتا ہے کسی اور منتخب شخصیت کے حالات کے لئے سیرت کا استعمال تقریبا متروک ہو گیا ہے۔ اب اگر مطالعہ سیرت، کتب سیرت، وغیرہ کا ذکر کیا جائے تو چاہے رسول، نبی، پیغمبر یا مصطفی وغیرہ الفاظ بھی ہو تب بھی اس سے مراد حضور کی سیرت ہی جاتی ہے بلکہ بعض دفعہ تو لفظ سیرت کو کتاب کے مصنف کی طرف مضاف کر کے بھییی اصطلاحی معنی لئے جاتے ہیں مثلاً سیرت ابن ہشام کا مطلب ابن ہشام کے حالات زندگی نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہیں جو ابن ہشام نے جمع کئے ہیں اسی سے ہمارے زمانے میں آج کل جلسہ سیرت، سیرت کانفرنس، مقالات سیرت، اخبارات ورسائل کے سیرت نمبر وغیرہ بکثرت الفاظ استعمال ہونے لگے ہیں۔ ان تمام تراکیب میں لفظ سیرت کے معنی ہمیشہ سیرت النبی ہی ہوتے ہیں اسی وجہ سے بعض دفعہ ادب واحترام کے اظہار کے لئے اس لفظ کے ساتھ کسی صفت کا اظہار کر دیتے ہیں مثلا سیرتِ طیبہ سیرتِ پاک وغیرہ۔

لفظ سیرت اب بطور اصطلاح صرف حضور ﷺ کی مبارک زندگی کے جملہ حالات کے بیان کے لیے مستعمل ہے جبکہ کسی اور منتخب شخصیت کے حالات کے لیے لفظ سیرت کا استعمال قریباً تروک ہو چکا ہے۔"اسے

اب اگر مطالعہ سیرت یا کتب سیرت جیسے الفاظ کے ساتھ رسول، نبی، پیغمبر یا مصطفی کے الفاظ نہ بھی استعمال کیے جائیں تو ہر کوئی سمجھ جاتا ہے کہ اس سے مراد آنحضرت کی سیرت ہی ہے بلکہ بعض دفعہ لفظ سیرت کو کتاب کے مصنف کی طرف مضاف کر کے بھی یہی اصطلاحی معنی مراد لیے جاتے ہیں جیسے سیرت ابن ہشام کہ اس کا مطلب ابن ہشام کے حالات زندگی نہیں بلکہ آنحضرت کے حالات ہیں جو کتاب کے مصنف ابن ہشام نے جمع کیے ہیں۔ ان تمام تراکیب میں لفظ سیرت کے معنی ہمیشہ سیرت النبی ہی ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ادب واحترام کے اظہار کے لیے اس

لفظ کے ساتھ کسی صفت کا اظہار کر دیتے ہیں جیسے سیرت طیبہ، سیرت مطہرہ اور سیرت پاک وغیرہ۔

سیرت کی اصطلاحی تعریف:

سیرت کے مختلف مفہوم بیان ہوئے ہیں:

"حضور ﷺ کی حالات زندگی اور اخلاق وعادات کا بیان سیرت ہے۔"[13]

"حضور ﷺ کی اصل سیرت تو سارا ذخیرہ احادیث ہے لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات، سراپا، حالات اور واقعات کے مجموعے کو سیرت کہتے ہیں۔"[14]

حضور ﷺ کی سیرت ہی ہمارے لئے مشعل راہ ہے آپ ﷺ کے قول و فعل میں کہیں بھی تضاد نہیں ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک سیرت کی تعریف

بعد کے ادوار میں سیرت کے اصطلاحی معنٰی میں بھی توسع پیدا ہوا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سیرت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"آنچه متعلق به وجود پیغمبر و صحابه کرام و آل عظام است و از ابتدائے تو لد آں جناب تاغایت وفات آں را سیرت گویند"[15]

"یعنی آنحضور ﷺ کے وجود گرامی، آپ کے صحابہ کرام، اہل بیت، آل عظام سے جو چیز بھی متعلق ہے۔ آنحضور ﷺ کی ولادت مبارکہ سے آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے تک، ان سب کی تفصیل کو سیرت کہتے ہیں۔"

چنانچہ جن جن قبائل سے آپ کا کسی نہ کسی درجہ میں تعلق رہا جس معاشرت اور معیشت کا قیام فرمایا جو انتظامات اور ادارے قائم کیے جو وثائق اور دستاویزات آپ نے مرتب کرائیں، آپ کے خدام، عمال، کارندگان حکومت حتیٰ کہ آپ کی سواریاں، گھوڑے، اونٹنیاں وغیرہ بھی سیرت کے موضوعات میں شامل ہیں۔

سیرت رسول ﷺ ہدایت کا سرچشمہ:

سیرت رسول ﷺ ہدایت کا سرچشمہ ہے جو کہ پوری کائنات کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے اور قرآن مجید میں صاحب قرآن کی سیرت کا ذکر ہوا ہے جس کی تفصیل کے لیے تفسیر قرآن کا سمجھنا ضروری ہے۔ حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ قوانین واحکام مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات سب سیرت کا حصہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تفاسیر حضور ﷺ کی سیرت کے مختلف عنوانات سے بھری پڑی ہے اگر قرآن مجید میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا ذکر ہوا تو تفسیر مقصد اور مقام کو واضح کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی سب کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے اس لیے کہ قرآن مجید میں ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ"[16]

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات کا بہترین نمونہ ہے ہر اس کے لیے جو اللہ سے ملاقات اور آخرت کی امید رکھتا ہے۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا اولین تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے مختلف گوشوں میں آپ ﷺ کی صفات، نبوت کے دلائل اور خصائص کو جانے گا وہی محبت کرے گا اس لیے سیرت نبوی ﷺ کا علم حاصل کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کرنے سے انسان کے ایمان کو تقویت ملتی ہے اور دین حق کے دفاع کا جذبہ مستحکم ہوتا ہے۔ سیرت طیبہ اور تفسیر کا آپس میں گہرا تعلق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو کتنی مشکلات سے گزرنا پڑا انہوں نے مشکلات سے نپٹنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا۔

کتب تفاسیر میں سیرت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ تمام ذخیرہ موجود ہے جو آئمہ اسلام نے صدیوں کی محنت سے مہیا کیا ہے۔ اگر یہ مٹ گیا تو سیرت گمنام ہو جائے گی۔

> "سرکار دو عالم، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پنہائیوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں، بلکہ ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے جو کسی شخص واحد کا دستور زندگی نہیں بلکہ جہانوں کے لئے ایک مکمل دستور حیات ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا جائے گا، اُسی حد تک انسانی زندگی کی استواری، ہمواری کے لئے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی چلی جائے گی۔"[17]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک بین الاقوامی مشن کی داستان ہے، وہ قرآن کے ابدی اصولوں کی تفسیر ہے جسے عمل کی زبان میں مرتب کیا گیا ہے۔ وہ اس مقدس پیغام کی تکمیل ہے جس کی مشعل آدم، ابراہیم، موسیٰ اور جملہ انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور میں روشن کرتے رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن اور سیرت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دونوں ہی بحر ناپیدا کنار ہیں، کوئی انسان یہ چاہے کہ ان کے تمام معانی اور فوائد و برکات کا احاطہ کرے تو اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، البتہ جس چیز کی کوشش کی جاسکتی ہے وہ بس یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہو آدمی ان کا زیادہ سے زیادہ فہم حاصل کرے، اور ان کی مدد سے روح دین تک رسائی پائے۔ اسلامی علوم و فنون میں آج تک جو کچھ مدون و مرتب ہوا ہے اس میں سے غالب حصہ سیرت مصطفی ﷺ پر مشتمل ہے اور شاید یہ کہنا بلا مبالغہ ہو گا کہ دنیائے علم میں مدونات، مصحفات اور کتب و رسائل میں سب سے زیادہ تعداد سیرت مصطفی ﷺ سے متعلق ہے۔

> "سیرت مصطفی ﷺ ایک فرد کی سیرت نہیں بلکہ ایک تاریخی دلالت کی داستان ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تنوعات کے اعتبار سے نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو چودہ سو سال سے جاری ہے، اور ان شاء اللہ عز و جل قیامت تک جاری رہے گا، دنیا میں جب تک مسلمان ہیں، سیرت نبویہ ایک زندہ عامل کی حیثیت رکھے گی، اور دنیا کے ترقی پذیر تمدن اور تبدل پذیر حالت میں کسی ہمہ گیر و جامع اسوہ حسنہ کے کسی ایک پہلو کو کبھی اہمیت حاصل رہے گی تو کبھی کسی اور کو۔"[18]

سیرت محمدی ﷺ پر دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھنے والوں نے مختلف مقاصد مختلف احساسات اور مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے کتابیں لکھی

ہیں۔اسی بناپر "سیر تکی تمام کتابیں ثقاہت وصحت کے تمہار سے ایک جیسی نہیں ہیں، کسی سیرت نگار نے تو چھان پھٹک کے بغیر ہی رطب ویابس کو اکٹھا کر دیا ہے، یہاں تک کہ موضوع روایتوں کو نقل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا"۔

"اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کے حالات جن کو مسلمان "سیر" اور انگریز "لائف" کہتے ہیں، صرف دین دار مسلمانوں عالموں ہی نے نہیں لکھے بلکہ غیر مذہب کے لوگوں اور مؤرخین نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ وہ دونوں افراط و تفریط میں پڑ گئے۔ پہلوں کی آنکھوں میں تو کمال روشنی کے سبب چکا چوند آ گئی، اور پچھلوں کی آنکھیں بجلی کیچمک سے بند ہو گئیں۔ پہلے تو شراب محبت کی سرشاری میں بات سے بھٹک گئے اور پچھلے اس راستے کی ناواقفی سے منزل تک نہ پہنچے۔ پہلے تو یہ بھولے وہ کس کا بیان کرتے ہیں اور پچھلوں نے اسی کو نہ جانا جس کا ذکر کرتے ہیں۔

سیرت نگاری، بعثت محمد ﷺ کی عظمت، وسعت اور منصب نبوت کی نزاکتوں اور اہمیت کی مکمل تصویر پیش کرنے کا نام ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ اور مینارہ نور ہے جس سے تاقیامت رہنمائی کی جاتی رہے گی۔ لیکن اس عظیم سرمائے اور چشمہ ہدایت میں بعض مضر چیزوں کیا ملاوٹ ہو گئی ہے۔ لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ مستقبل کے سیرت نگاروں کی رہنمائی کی جائے تاکہ وسیرت طیبہ کے چشمہ فیض وہدایت کو صاف وشفاف انداز اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق پیش کر سکیں۔

سیرت النبی ﷺ کی اہمیت:

دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ بہت ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں انفرادی، اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے ہر پہلو پر رہنمائی موجود ہے آپ ﷺ پوری کائنات کے لئے ہادی بن کر آئے آپ ﷺ کی دعوت تبلیغ کسی مخصوص علاقہ کے لئے نہ تھی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے:

"قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا"[19]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے لوگو بے شک میں آپ سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

چونکہ آپ ﷺ کی زندگی میں ہمارے لئے مکمل رہنمائی موجود ہے اس لئے آپ ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا ہوئے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی۔

قرآن مجید میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بارے میں ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِر "[20]

ترجمہ: تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک عمدہ نمونہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن کا امیدوار ہو۔

قرآن مجید تو سارا ہی رسول اکرم ﷺ کی سیرت کو بیان کر رہا ہے اور سیرت پر عمل کے بغیر نجات بھی ممکن نہیں ہے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے

قرآن مجید میں ہے:

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ"[21]

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا، خوشنودی، محبت اور راہ نجات پانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی پیروی ضروری ہے

۔

خود حضور ﷺ نے فرمایا:

"قال رسول اللهﷺ انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم کتٰب الله و سنتی"[22]

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کے چلا ہوں جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوں گے وہ اللہ کی کتٰب اور میری سنت ہے۔

ایک اور حدیث ہے:

"قال رسول الله ﷺ من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله"[23]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

سیرت طیبہ سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ہم عرفان کو نہیں پا سکتے حضور ﷺ کے کردار، اخلاق اور عادات کو دیکھ کر لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے آپ ﷺ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے سیرت سے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا انسان کو اس کی تخلیق کا اصل مقصد بھی بتادیا کہ اس پر کیا حقوق ہیں وہ ریاست کی فلاح کے لئے کیا کردار ادا کر سکتا ہے خواہ وہ ڈاکٹر، سپہ سالار یا تاجر ہے اس کے لئے حضور ﷺ کی زندگی میں عملی نمونہ موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے تمام فضائل، کمالات، صفات ہمارے لیے رہنمائی کا باعث ہیں۔ آپ ﷺ کے شمائل سے ہر کوئی اتنا متاثر تھا کہ جو بھی دیکھتا اور ملتا آپ ﷺ پر فدا ہو جاتا اور صحابہ کرام تو آپ ﷺ کی ہر ادا پر فدا تھے انہوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے لمحہ بہ لمحہ کو محفوظ کر لیا کہ آپ ﷺ کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا اور رہن سہن کس قسم کا تھا اگر وہ اس کو محفوظ نہ کرتے تو یہ قیمتی سرمایہ ہمیشہ کے لیے ضائع ہو جاتا کوئی بتانے والا نہ ملتا دین ہمارے لیے اجنبی ہو جاتا رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں محفوظ فرما دی۔ آپ سادہ طبیعت کے مالک تھے کھانا پسند ہوتا تو کھا لیتے ناپسند ہوتا تو عیب نہیں نکالتے بلکہ خاموشی اختیار فرماتے ہمیشہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دی گھر میں کئی کئی دن چولہا نہ جلتا مگر کبھی کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا آپ ﷺ بہت زیادہ شرم و حیا والے تھے فحش گوئی کو ناپسند کرتے زمین پر عاجزی سے چلتے گفتگو ایسے فرماتے کہ بات کرنے والا گرویدہ ہو جاتا۔

مسلم و غیر مسلم ہر اس شخص کے لیے سیرت نبوی کا مطالعہ از حد ضروری ہے

جو دین اسلام کو جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا خواہش مند ہے۔

اہل اسلام کے حوالے سے مطالعہ سیرت کی ضرورت واہمیت کے نکات حسب ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو بہترین نمونہ قرار دے کر اہل اسلام کو آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا حکم ارشاد فرمایا ہے لہذا سیرت نبوی کو جانے بغیر آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اتباع رسول اور اطاعت رسول ﷺ کو لازم اور فرض قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے سیرت نبوی کا مطالعہ از حد ضروری ہے تاکہ آنحضرت کے احکامات اور دیگر اوامر و نواہی کے ساتھ ساتھ آپ کی پسند و ناپسند کا علم بھی ہو سکے۔
- دین اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے حوالے سے سیرت کا مطالعہ ناگزیر ہے تاکہ ایک تو ہر مبلغ تبلیغ کے اس مسنون طریقہ کار سے آگاہ ہو جس پر عمل پیرا ہو کر آنحضرت ﷺ نے عرب کی کایا پلٹ دی اور دوسرا اس مطالعہ کے ذریعے مخاطب کو آنحضرت کے اسوہ حسنہ سے متعارف کروا کر اور موقع بہ موقع سیرت کے واقعات سُنا کر اسے متاثر کیا جا سکے۔
- قرآن کا فہم مطالعہ سیرت کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ آپ ہی قرآن کی عملی تصویر اور کامل تفسیر ہیں۔
- مسلمانوں کے لیے سیرت کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ ہی نہیں بلکہ اہم دینی ضرورت ہے جبکہ غیر مسلموں کے لیے سیرت کے مطالعہ کی نوعیت اس سے کچھ مختلف ہو سکتی ہے۔
- غیر مسلم کا سیرت کے مطالعہ کا مقصد ان حالات اور اسباب سے آگاہی ہو سکتا ہے جس کے ماتحت آنحضرت نے تئیس سال کے قلیل عرصہ میں دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا اور عرب کی جاہل اور اجڈ قوم سے ایک ایسی امت تیار کر دی جس کے کارنامے مورخین عالم کے لیے انتہائی دلچسپ اور موجب صد حیرت ہیں۔
- وہ غیر مسلم جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف بغض و عناد رکھتے ہیں، ان کے مطالعہ سیرت کا مقصد اصل حقائق سے آگاہی حاصل کر کے انہی واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور حقیقت کے برعکس ان واقعات کو اپنے رنگ میں پیش کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرنا بھی ہو سکتا ہے۔
- ایک مسلمان کے لیے مطالعہء سیرت کی ضرورت اظہر من الشمس ہے کیونکہ مسلمانوں کے لیے اسوہء حسنہ صرف آنحضور ﷺ کی ذات گرامی ہے اور اس اسوہء حسنہ کی تفصیلات تین ذرائع سے ہم تک پہنچی ہیں۔ ایک تو قرآن پاک، دوسرے حدیث و سنت کے وہ ذخائر جن کے جمع کرنے اور مدون کرنے پر ہزاروں انسانوں نے اپنی زندگی وقف کر دیں، تیسرا ذریعہ سیرت مبارکہ اور آپ کے وہ شمائل اور خصائل ہیں جو سیرت کی مختلف کتابوں میں بالتفصیل نقل کر دئے گئے ہیں۔ اس لیے سیرت کے مطالعہ کے بغیر کوئی چارہء کار نہیں۔
- نیز اسلام میں خدا کی معبودیت اور وحدانیت کے اعتراف کے بعد سب سے اہم آنحضور ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ہے جو ذات ہمارے لیے اتنی اہمیت کی حامل ہو کہ اس کا نام لئے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہ ہوتا ہو، اس کے حالات سے لاعلمی ایک بدترین جرم ہے۔

سیرت کی ضرورت انسانی حیثیت سے

قرآن پاک نے آنحضور ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے ایک انسان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ حیات طیبہ میں اس دعویٰ کی صداقت تلاش کرے اور حیات طیبہ سے متعلق پوری تفصیلات سیرت کی کتابوں میں درج ہیں۔

"مطالعہ سیرت کی ضرورت اس پہلو سے اور بھی بڑھ گئی ہے کہ موجودہ دور ایک عالمگیریت کا دور ہے۔ پوری دنیا ایک عالمگیر نظام کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ انسانی خود ساختہ نظام یکے بعد دیگرے فیل ہو رہے ہیں۔ پوری دنیا متبادل نظام کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہی ہے۔ یہ ضرورت اگر کوئی مذہب پوری کر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ کیونکہ عالمگیر نظام کا نمونہ اگر کسی نے پیش کیا ہے تو وہ یہی اسلام ہے۔ گویا عالمگیر نظام برپا کرنے اور اسے صحیح خطوط پر استوار کرنے کے لیے اگر کسی شخصیت کی زندگی صحیح رہنمائی کر سکتی ہے تو وہ صرف آنحضور ﷺ کی زندگی ہے اور آپ کی پوری زندگی کی عکاسی سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔"[24]

دورِ جدید میں مستشرقین کی طرف سے سیرتِ رسول اور تاریخ اسلام سے متعلق غلط قسم کے نظریات قائم کیے جانے اور بے بنیاد الزامات و اعتراضات وارد کئے جانے کی وجہ سے مطالعہ ءِ سیرت کی ضرورت اور بھی دوچند ہو گئی ہے۔ جب تک سیرت کا مطالعہ گہرا اور وسیع نہ ہو ان کی طرف سے پیش کردہ شبہات اور اعتراضات کا رد علمی اور تحقیقی انداز میں بہت ہی مشکل ہے۔

کسی بھی فرد یا قوم کو جب اُصولوں اور قوانین کے مطابق ڈھالنا مقصود ہو اور ان کی اخلاقی تربیت کسی خاص نظام فکر کے مطابق کرنا مطلوب ہو تو ان کے سامنے ایک ایسے کامل و اکمل انسان کے عملی نمونے کو رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ جس کے شب و روز ان تمام اصول و قوانین کی زندہ تصویر ہوں۔ محض اصول و ضوابط اور افکار و تعلیمات کو خواہ کتنی ہی تفصیل کے ساتھ پیش کر دیا جائے کافی نہیں ہوتا۔ جب ایکشخصیت ان اصول و تعلیمات کا عملی پیکر بن کر سامنے آتی ہے تو انسانی ذہن خود بخود ان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور ان کے قابل عمل ہونے کے بارے میں کسی شک و شبہ یا اعتراض و تنقیص کا شکار نہیں ہوتا۔

قرآنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے، رہتی دنیا تک کے لئے ہدایت و راہنمائی کا سرچشمہ ہے، انسانی حیات کے روز و شب کے ہر ہر لمحہ کے لئے ایک قانونی دستاویز ہے، انسان کے اخلاقی، علمی، عملی، انفرادی، اجتماعی، اقتصادی اور معاشرتی غرض کہ ہر ہر پہلوئے حیات کا کامل راہنما ہے۔ اس کامل رہنمائے حیات نے رسولِ کریم ﷺ کی مبارک سیرت کو ہمارے لئے کامل عملی نمونہ قرار دیا ہے اور جب ہم رسول کریم ﷺ کے مبارک اخلاق و کردار کے بارے میں جاننے کی طرف بڑھتے ہیں۔

توام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا مبارک فرمان:

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن"

"یعنی قرآن ان کے خُلق ہی کا تو بیان ہے۔"[25]

اگر رسول کائنات ﷺ کے مبارک اخلاق و سیرت کو جاننا اور سمجھنا ہے تو قرآن کریم کا پڑھنا ضروری ہے اور اگر قرآن کریم پر عمل کرنا ہے تو

رسولِ کریم ﷺ کی مبارک سیرت وزندگانی جو کہ کامل نمونہ ہے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

ویسے تو ہر اس شخص کے لئے رسول کریم ﷺ کی مبارک سیرت کا مطالعہ از حد ضروری ہے جو دین اسلام کو جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا خواہش مند ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے تو سیرت کا مطالعہ ایک اہم دینی ضرورت ہے۔ سیرت رسول کریم ﷺ کی افادیت و اہمیت اس سے سمجھئے کہ آپ ﷺ کی مبارک حیات میں اس قدر اعجاز ہے کہ اعلانِ نبوت سے وصالِ ظاہری تک 23 سال کے مختصر عرصہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک ذات ان کثیر حالات وکیفیات سے گزر چکی جن سے عمومی طور پر لوگوں کا واسطہ پڑ سکتا ہے۔

آج ہماری زندگی اخلاقی زبوں حالی کا شکار ہے، ہمارے معاشرے سے اچھے خصائل ختم ہوتے جا رہے ہیں، کون سا ایسا عیب ہے جو ہمارے اندر نہ ہو، کوئی ایسی برائی نہیں جس میں معاشرے کا ایک بہت بڑا طبقہ مبتلا نہ ہو۔ غور کیا جائے تو اس گمراہی اور پستی کا شکار ہونے کی ایک بہت بڑی وجہ ہم مسلمانوں کی اپنے دین اور سرور کائنات ﷺ کی مبارک سیرت سے لاعلمی اور غیروں کے طریقوں کو اپناتے چلے جانا ہے۔ ہم سولہ سولہ، بیس بیس سال تک دنیوی نصابی کتابیں تو پڑھتے رہے، غیر نصابی مطالعہ بھی اتنا کیا کہ سینکڑوں رسالے، ناول چاٹے، لیکن کبھی اپنے پیارے و محسن نبی کریم ﷺ کی زندگی کو مکمل نہیں پڑھا۔

معاشرے کی ہدایت وراہنمائی، اصلاح احوال اور تربیت کے لئے ایک مبلغ، مصلح اور راہنما کو تربیت کے میدان میں جس جس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے اس کا ایک پورا نصاب سیرت میں موجود ہے۔ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی کوشش کرنے والا سیرت محمد عربی ﷺ کا مطالعہ کرتا ہے تو ایک ایسے مبلغ کا نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت سے اللہ پاک کی طرف بلاتا ہے، نیز لوگوں تک پیغام الٰہی پہنچانے میں اپنی پوری جد وجہد صرف کر دیتا ہے۔ مطالعہ سیرت سے پتا چلتا ہے کہ وہ کیسی تربیت تھی جس کی بدولت مختصر ترین عرصے میں عرب کے ناخواندہ لوگ عظیم اسکالر اور آسمانِ ہدایت کے تارے بن گئے اور راستوں اور بازاروں میں سامان رکھ کر بیچنے والے چھوٹے تاجر ساری دنیا کے اقتصادی نظام میں انقلاب لے آئے۔

اگر ایک باپ سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ بیٹیوں کی تربیت کیسے کرنی ہے؟ شادی شدہ بیٹی کے گھر جانے کا انداز کیا رکھنا ہے؟ بیٹی کے شوہر کے ساتھ کیا انداز رکھنا ہے؟ اولاد کو دشمن ستائیں تو صبر کیسے کرنا ہے؟

اگر ایک بیٹا سیرتِ مصطفی کو پڑھتا ہے تو اسے درس ملتا ہے کہ سگی ماں تو سگی ماں، صرف رضاعی ماں (دودھ پلانے والی ماں) کی تعظیم کیسے کرنی ہے؟ ماں باپ کے وصال کے بعد بھی ان کے حقوق کا خیال رکھنے کا فرمایا گیا ہے۔ اگر ایک شوہر سیرت رسول سے راہنمائی طلب کرتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے کیسے ایک ہی وقت میں کئی ازواج مطہرات کے حقوق کی ادائیگی کا کامل خیال رکھا، یہی وہ انداز تھا کہ جس کے بارے میں خود فرمادیا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ،وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"[26]

"یعنی تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہترین ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم سب سے بہترین ہوں۔"

نوجوان نسل حضورِ اکرم ﷺ کی مبارک جوانی کے حالات کو پڑھتی ہے تو ایک ایسے نوجوان کی زندگی کا بلند پایہ نمونہ سامنے آتا ہے جو

اپنے کردار میں پاکیزہ اوصاف، اپنوں اور غیروں سبھی کے ساتھ امانت داری کا معاملہ برتنے والا بلکہ دشمنوں کی زبان سے بھی صادق وامین کہلانے والا ہوتا ہے۔

اگر آپ ایک خاندان، ادارے، قبیلے یا علاقے کی قیادت کر رہے ہیں تو مطالعہ سیرت نبوی ﷺ سے آپ کو ایک مضبوط نظام اور مستحکم اسلوب ملے گا۔ مطالعہ سیرت سے رسول کریم ﷺ کی "اوامر ونواہی" پر پابندی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے تعلق مع اللہ وذکر اللہ، توکل ویقین، عاجزی وانکساری، مخلوق پہ شفقت، زہد واستغنا، عزم واستقلال، جد وجہد وشوق شہادت کا بھی پتا چلتا ہے۔ لہذا حقیقی عاشق رسول ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اور اپنی دنیا وآخرت کی بہتری کے لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ کی مبارک سیرت کا مطالعہ کرے اور اس پر دل وجان سے عمل کرے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے آخری نبی ﷺ کی سیرت پاک کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

سیرت کا مطالعہ عصر حاضر کے تناظر میں:

ایک مسلمان کے لیے سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت "اظہر من الشمس" ہے، کیونکہ مسلمان کے لیے سیرت کا مطالعہ فقط ایک علمی مشغلہ نہیں، بلکہ اہم دینی ضرورت ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ دین کا بنیادی ماخذ ہے اور عملی زندگی کے لیے ایک جامع ترین نمونہ ہے۔

دنیا کے کسی بھی انسان کی سیرت اتنی جامع نہیں اور نہ ہی اتنی مکمل انداز میں دستیاب ہے، جس قدر کاملیت وجامعیت کے ساتھ سیرتِ نبوی ﷺ موجود ہے۔

تاریخ انسانی میں یہ امتیاز صرف نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی انفرادی، معاشرتی اور قومی زندگی کی تفصیلات محفوظ اور اہل ایمان کے لیے مینارہ نور کی صورت میں موجود ہیں، جس کے اسباب یہ ہیں کہ مسلمانوں کو آقا کریم ﷺ سے عشق ومحبت کی وجہ سے آپ کے حالات زندگی کے ساتھ ہمیشہ ہی وابستگی رکھنی اور وارفتگی کا اظہار کرنا تھا نیز سیرت کے پاکیزہ واقعات سے رہتی دنیا تک مسلمانوں بلکہ جملہ اقوام عالم نے ہدایت کی روشنی حاصل کرنی تھی اس لیے اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی حفاظت کا ایسا انتظام فرمایا کہ آپ کی زندگی کا ہر مرحلہ روشن تصویر کی طرح ہمارے سامنے موجود ہے۔ دور جدید میں بھی سیرتِ نبوی کا مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا شروع کے زمانوں میں تھا بلکہ اب تو مزید جہتوں سے بھی اس پر کام کرنے کی حاجت بڑھ چکی ہے۔ جو کے درج ذیل ہیں۔

محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا

اس جہانِ رنگ وبو میں شیطان کے حملوں سے بچتے ہوئے شریعتِ الٰہیہ کے مطابق زندگی گزارنا ایک انتہائی دشوار امر ہے۔ مگر اللہ ربّ العزت نے اس کو ہمارے لئے یوں آسان بنا دیا کہ ایمان کی محبت کو ہمارے دلوں میں جا گزیں کر دیا۔ سورۃ الحجرات میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَؕاُولٰٓىٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ"[27]

"اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسندیدہ بنا دیا۔ یہی لوگ بھلائی پانے والے ہیں۔"

گویا حبِ رسول ﷺ انعامِ خداوندی ہے اور حبِ رسول ﷺ ہمارے ایمان کا صرف حصہ نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

"نبی کریم ﷺ سے محبت، ایمان کی روح ہے، اس سے ایمان میں حلاوت، قلب میں حرارت اور روح میں سوز و ساز ہے۔ محبت کی ایک علامت اور تقاضا، محبوب کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے، اُس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"[28]

اسی محبت کے تقاضے کی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک دوسرے سے نبی کریم ﷺ کے احوال وصفات پوچھتے اور یہی عمل تابعین کا رہا، اور سیرت بلکہ حدیث کی کتابیں لکھنے، پڑھنے، پڑھانے والے علماء و محدثین کے احوال سے یہی واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی محبت ہی احادیث واحوالِ نبوی کی جمع وتدوین اور تبویب و ترتیب کی طرف انہیں مائل کرتی تھی اور ذکر مصطفی ﷺ کے لکھنے، پڑھنے میں گزرے ہوئے وقت کو وہ اپنا حاصل زندگی سمجھتے تھے۔

حب رسول ﷺ ہر شے سے زیادہ ہو

سرکار دوعالم ﷺ کی محبت، مدارِ ایمان ہے۔ اس محبت کی قوت وشدت ہی بارگاہِ خدا میں مراتب سعادت اور فرق مدارج کی بنیاد ہے۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اُس کے دل میں رسولِ خدا ﷺ کی محبت ہر شے سے بڑھ کر ہو حتی کہ ماں باپ اور اولاد سے بھی زیادہ، چنانچہ خود حبیب خدا ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"[29]

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اور محبتِ رسول ﷺ کے حصول اور اس میں اضافے کا ایک بہترین ذریعہ سیرت مبارکہ کے مطالعہ کو زندگی کا معمول بنالینا ہے۔ انسان کسی ہستی کے جس قدر عمدہ اوصاف، عالی شان کمال، منفرد خصوصیات، خوبصورت اعمال اور پاکیزگی احوال پر مطلع ہوتا ہے، اسی قدر اس کے دل میں اُس با کمال ہستی کی محبت بڑھ جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ ہیں یہ معاملہ اپنی انتہائی بلندی کو پہنچا ہوا ہے اور یہی آج تک مشاہدہ ہے کیونکہ سیرت طیبہ میں کمال در کمال، جمال در جمال اور حسن در حسن ہے، تو جو کوئی، بے مثل آقا کریم ﷺ کے احوال کریمہ کا جتنا مطالعہ کرے گا، اسی قدر محبت و عشق رسول کی منازل طے کرتا جائے گا۔ فہم قرآن، مطالعہ سیرت پر موقوف قرآنِ کریم مسلمانوں کے لیے آئین حیات، محور دین، منبع شریعت، مرکز علوم، سرچشمہ حکمت الٰہی اور فلاح کامل کا نسخہ ہے۔

سیرتِ نبوی قرآن کریم کی عملی تفسیر

سیرت رسول الفاظ قرآنی کی عملی ترجمانیو تعبیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا قرآن کریم میں حکم دیا، آپ ﷺ نے اس پر کامل انداز

میں عمل کر کے دکھایا۔

مقاصد نزولِ قرآن کا کماحقہ ظہور بھی نبی کریم ﷺ کے اعمال واحوال سے ہوتا ہے، اور اصول واحکام قرآن کی تفصیل و تشریح بھی نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال ہی سے ہوتی ہے جسے عام الفاظ میں حدیث، سنت اور سیرت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید، اصول کی کتاب ہے کہ مرکزی اصول بیان کر دیا: جیسے خدا تم پر آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا، لیکن اصول کا انطباق مفصل طور پر بیان نہیں کیا گیا، یونہی قرآن میں بنیادی احکام تو موجود ہیں، لیکن اُن کی تفصیلات نہیں ہیں، مثلاً نماز قائم کرنے، روزہ رکھنے، حج کرنے، زکوۃ دینے اور اسی طرح دیگر اجمالی احکام تو بیان کیے گئے ہیں، لیکن اُن پر عمل درآمد کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید میں بیان کردہ اصول و قواعد اور احکام وہدایات کو اپنے فرامین اور عمل سے واضح کر دیا کہ نماز کی ترتیب و کیفیت ووقت کیا ہے؟

افعال حج کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے؟ قابل زکوۃ اموال کا تعین اور اُن کی مقداریں کیا ہیں؟ وغیر ہم۔ قرآن پر عمل کے حکم کو بجالانے کے لیے سیرت کی طرف رجوع کئے بغیر گزارا نہیں اور مطالعہ سیرت کے بغیر قرآن کریم سمجھنا نہایت دشوار ہے۔

فہم دین اور اطاعت واتباع رسول ﷺ کے حکم پر عمل مطالعہ سیرت پر موقوف قرآنِ حکیم میں ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُم"[30]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔"

دین کامل کی اتباع کامل کے لیے یقیناً کسی ہستی کامل کی حاجت تھی، جس کی اکمل واجمل، ازفع وانور، ازکی واطہر سیرت، دین کامل کی کامل ترین تصویر پیش کرے، تاکہ اسے آئیڈیل بنا کر دین کامل کو پوری طرح سمجھا اور اس پر عمل کیا جاسکے۔ یقیناً ایسی عظیم و کامل ہستی، سید الاولین و الآخرین، خاتم النبیین، محمد مصطفی ﷺ ہی کی ہے، جن کی زندگی کو خالق کائنات نے خود اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "بہترین نمونہ" قرار دیا، اور جن کے اخلاق حسنہ کو خود "خُلقِ عظیم" کی سند عطا فرمائی۔

اس کے ساتھ قرآنِ مجید کا واضح حکم ہے:

"يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ"[31]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

اور فرمایا:

"قُلْ اِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونَ"[32]

ترجمہ: اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے حصولِ جنت، محبت خداوندی اور قرب ورضائے الٰہی کو حضور پر نور ﷺ کی اطاعت واتباع کے ساتھ جوڑ دیا، لہذا جو دنیاوی کامیابی اور اخروی فلاح کا طلب گار ہے، اُسے رسولِ خدا ﷺ کی اطاعت واتباع کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے اور اس کے لئے احکام نبوی اور سنتِ مصطفوی کا علم ضروری ہے جس کا ذریعہ سیرت کا مطالعہ ہے۔

قلبی اصلاح اور روحانی کمالات و مقامات کے لیے مطالعہ سیرت نفس کی پاکیزگی، دل کی اصلاح، روحانی فضائل، اخلاقی بلندی اور عمدہ اخلاق، انسان کے لئے اعلیٰ مقاصدِ حیات ہیں اور یہی خدا کے مطلوب انسان کی زندگی کا رنگ، ڈھنگ ہے۔ ایسی خوب صورت زندگی کے لیے، سیرتِ مصطفی ﷺ "أسْوَةٌ حَسَنَةٌ ، بہترین نمونہ" ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[33]

ترجمہ: بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

ایمان کا مقام دل ہے اور باطنی کیفیات و ظاہری اعمال سے اس کے ثمرات کا ظہور ہوتا ہے۔ ایمان کیسا ہو؟ کیفیات ایمان کیسی ہوں؟ قلبی احوال کیا ہوں؟ خوف و امید، غنائے قلب، صبر و شکر، توکل و تسلیم اور رضا بالقضاء کے مقامات پر فائز ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اسی طرح عبادات میں حسن ادا، معاملات میں اعتدال، معاشرت میں حسن عمل، اصحاب و احباب شفقت، اہل خانہ سے مودّت، عامہ خلق پر رحمت کا طریقہ کیسا ہونا پر چاہیے؟

کردار سازی اور سیرت:

بعثت نبوی ﷺ کا ایک عظیم مقصد اعلیٰ اخلاق، پسندیدہ عادات اور مہذب و باوقار رویوں کی تعلیم و ترویج ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بُعِثْتُ لِأُتَمّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"[34]

"یعنی مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ، اس قدر عمدہ، دل نشین، دلکش، پسندیدہ اور عظیم تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے اخلاق کے عظیم ہونے کی گواہی دی، چنانچہ فرمایا:

"وَ انَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ"[35]

ترجمہ: اور بیشک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ محاسن اخلاق کی تمام اطراف و جہات کے جامع تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حلم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، ایفائے عہد، حسن معاملہ، نرم گفتاری، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی، تواضع اور حیاداری ایسے اخلاق و اوصاف کو اپنے عمل اور دوسروں کی تعلیم و تربیت سے مرتبہ کمال تک پہنچایا۔ یہ تمام اخلاق انسان کے لیے باعث شرف ہیں اور ہر شخص کو انہیں اپنانا نہایت ضروری اور مفید ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا حسن ان اخلاق کے اپنانے ہی پر منحصر ہے اور یہ بات واضح ہے کہ عمل کے لیے علم چاہیے اور علم کے لیے مفصل، جامع اور عملی تعلیمات چاہئیں، جن کے لیے رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ سیرت و فرمودات سے زیادہ رہنمائی کہیں نہیں مل سکتی۔

بین الاقوامی سطح پر سیرت کی اہمیت:

مسلمان کے لیے سیرت طیبہ کے مطالعہ کے لیے ایک اہم محرک اور مقصد یہ بھی ہے کہ عالمی سطح پر اگر کسی نے دین اسلام کو پیش کرنا ہے جو حکم خدا اور مطلوب دین ہے تو رحمت عالم ﷺ کے تفصیلی تعارف کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ دین اسلام کی سب سے بڑی پہچان اور مرکزی ہستی ہی احمد

مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اسلام کا تصور ذاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔قرآن کے نزول میں بھی سیرت ہی کے واقعات ہیں اور خود قرآن کی تفسیر بھی سیرت ہی کی روشنی میں سمجھ آتی ہے اور اسلام کی تعلیمات بھی سیرت ہی کے گرد گھومتی ہیں اور اسلام کا حسن بھی سیرت کے حسن ہی سے آشکار ہوتا ہے، نیز انسانوں کے دل بھی مجرد تعلیمات سے زیادہ، تعلیمات پیش کرنے والی ہستی اور اس کے کردار کی طرف جھکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے عمدہ واقعات، حکمت بھرے حالات، روشن کردار، لاجواب قیادت اور اعلیٰ کارناموں کا بیان غیروں کو اپنا بنانے میں سب سے بڑا کردار ادا کرتا ہے۔اس لیے عالمی سطح پر تبلیغ اسلام کے لیے بہترین ذریعہ سیرت طیبہ کا بیان ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور سیرت طیبہ عالم گیر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دُنیا کے لیے چراغِ راہ بن کر تشریف لائے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی سیرت وسنت کو سامنے رکھ کر دُنیا راہ یاب ہو سکتی ہے، ہر طرح کے مسائل کا حل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع میں مضمر ہے، جملہ خرافات ومصائب سے نجات کا "نسخہ کیمیاء" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی مل سکتا ہے، اگر کوئی شخص غیر مسلم اکثریت والے ملک میں رہ رہا ہے تو اُس کو دعوت وتبلیغ کے لیے کیا طریقہ اپنانا چاہیے؟ عائلی قوانین اور پرسنل لاء پر وہ کس طرح عمل کرے؟ اپنے نزاعی معاملے کس طرح حل کرے؟ غیر مسلموں کے ساتھ کیسا سلوک کرے؟ وغیرہ،اِن سارے سوالوں کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع سیرت مبارکہ سے ہی ملے گا۔

نتائج تحقیق:

سیرتِ طیبہ حضرت محمد ﷺ نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک جامع ضابطۂ حیات ہے جو اخلاق، معاشرت، روحانیت اور سیاست کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ موجودہ دور میں جہاں اخلاقی زوال، شناختی بحران، معاشرتی بے چینی اور مادہ پرستی نے انسانی معاشروں کو متاثر کیا ہے، وہاں سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہیں۔ سیرت ہمیں اجتماعیت، ہمدردی، انصاف اور جوابدہی جیسے اقدار کی جانب واپس بلاتی ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ سیرت ایمان کی تجدید، کردار کی اصلاح اور مقصدِ حیات کی تعیین کا ذریعہ ہے، جب کہ غیر مسلموں کے لیے یہ اسلام کی عالمگیر اقدار جیسے امن، رحم اور بقائے باہمی کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

اس کے علاوہ، سیرتِ نبوی ﷺ عصرِ حاضر میں اسلام کے خلاف پھیلنے والی غلط فہمیوں اور اسلاموفوبیا کے ازالے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیتی ہے اور انسانیت کو وہ اصول عطا کرتی ہے جو ہر دور اور ہر قوم کے لیے قابل قبول ہیں، جیسے انصاف، مساوات اور انسانی وقار۔ سیرت نہ صرف فرد کی روحانی بالیدگی کا ذریعہ ہے بلکہ عالمی سطح پر پرامن، عادلانہ اور باکردار قیادت کی تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔ لہٰذا، آج کے دور میں سیرتِ رسول ﷺ کو اپنانا نہ صرف روحانی ضرورت ہے بلکہ ایک عملی تقاضا بھی ہے تاکہ دنیا میں ایک منصفانہ، ہمدرد اور متوازن معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

سیرتِ نبوی ﷺ ایک ایسا جامع نمونہ ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں توازن اور اعتدال سکھاتا ہے۔ چاہے معاملہ ذاتی کردار سازی کا ہو، خاندان کی تنظیم کا، یا ریاستی نظم و نسق کا، رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہر مرحلے پر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے جہالت زدہ معاشرے کو

علم، حکمت، عدل اور محبت کی بنیاد پر ایک مثالی معاشرہ بنایا، جہاں کمزوروں کو تحفظ ملا، خواتین کو مقام دیا گیا اور اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا۔ یہ پیغام آج بھی اتنا ہی مؤثر ہے جتنا چودہ سو سال قبل تھا، اور جدید معاشروں میں مساوات، سماجی انصاف، اور انسانی حقوق کی تلاش سیرتِ رسول ﷺ کے اصولوں سے پوری ہو سکتی ہے۔ مزید برآں، سیرتِ نبوی ﷺ نوجوان نسل کے لیے ایک راہِ عمل مہیا کرتی ہے جو آج بے سمتی، ذہنی دباؤ اور مقصدیت کے فقدان کا شکار ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہمیں سکھاتی ہے کہ کس طرح چیلنجز کا سامنا صبر، حکمت اور تدبر کے ساتھ کیا جائے۔ سیرت ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ قیادت طاقت کا نام نہیں بلکہ خدمت، قربانی اور دیانت کا نام ہے۔ یہی وہ اوصاف ہیں جو آج کی دنیا میں مفقود ہوتے جا رہے ہیں، اور جنہیں دوبارہ زندہ کرنے کے لیے سیرتِ رسول ﷺ کو اپنانا ناگزیر ہے۔ یہ سیرت صرف مذہبی کتابوں میں پڑھنے کی چیز نہیں، بلکہ عملی طور پر اپنانے کی دعوت ہے تاکہ دنیا میں حقیقی معنوں میں امن، عدل اور بھائی چارے کا قیام ممکن ہو سکے۔

حوالہ جات

[1] الاعراف:54

[2] آل عمران:64

[3] اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، 1956ء، ج11، ص505

[4] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران وتاجران کتب، 2009ء، ص:171

[5] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت ، ص:175

[6] سورۃ طہ:21

[7] فیروز آبادی، مجدالدین، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار المعرفہ: بیروت، 1988ء، ج2، ص5

[8] فیروز آبادی، مجدالدین، محمد بن یعقوب، ج2، ص5

[9] زبیدی، محمد مرتضیٰ، سید، تاج العروس، دار الفکر: بیروت، 2005ء، ج3، ص28

[10] ایضا

[11] سورۃ طور:10

[12] سورۃ طہ:21

[13] القاموس المحیط، ج2، ص5

[14] تاج العروس، ج3، ص287

[15] دہلوی، شاہ عبد العزیز، بستان المحدثین، مطبع محمدی، لاہور، س۔ن، ص19

[16]سورۃالاحزاب:20

[17]قاری محمد طیب، مقالہ بعنوان "سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول"، جلداول شمارنمبر130، دسمبر1984، ص28

[18]ڈاکٹر حمیداللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، پیش لفظ، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی 1981ء، ص4

[19]سورۃالطور:10

[20]سورۃالاعراف:159

[21]سورۃالاحزاب:80

[22]الحاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، نیشاپوری، متدرک علی الصحیحین، مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع1999ء، مکہ المکرمہ، ص149

[23]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃالنبی، رقم الحدیث:356

[24]نعیم صدیقی، تقریظ، ماہر القادری، محسن انسانیت ﷺ، الفیصل، ناشران کتب، لاہور، 1999ء، ص12

[25]حنبل، احمد، الشیبانی، مسند احمد بن حنبل، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2005، حدیث:24655

[26]ترمذی، محمد بن عیسی، ابوعیسی، السنن ترمذی، دارالتذکیر، لاہور، 2011، ج5، حدیث:3921

[27]سورۃالحجرات:7

[28]علاءالدین علی المتقی، کنزالعمال فی سن الاقوال والافعال، مؤسسۃالرسالۃ، بیروت، 1428ھ، ج1، ص425

[29]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، رقم الحدیث:15

[30]سورۃالمائدۃ:3

[31]سورۃالنساء:59

[32]سورۃال عمران:31

[33]سورۃالاحزاب:21

[34]نوادرالاصول، حدیث : 1425

[35]سورۃالقلم:4